مولای صل وسلم دائما ابدا

درس حدیث

علی حبیبک خیر الخلق کلهم

حضرت اقدس پیر و مرشد مولانا سید حامد میاں صاحب رحمہ اللہ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان خانقاہِ حامدیہ چشتیہ رائیونڈ روڈ کے زیرِ انتظام ماہ نامہ "انوارِ مدینہ" کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

آپ نے ایسی دعاؤں کے ذریعے بھی رشتہ داروں کے حقوق ادا فرمائے ہیں کہ ان کا اثر آج تک باقی ہے حضرت عباس رضی اللہ عنہما کا وجود فتنوں کے سامنے دیوار تھا، وسیلہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کفار کو اقتصادی طور پر بدحال کرنا بھی ایک تدبیر ہے

﴿ تخریج و ترتیب : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر ۳۵، سائیڈ اے، ۸۴-۵-۱۸)

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ سیّدنا و مولانا محمّدؐ و آلہ و اصحابہ اجمعین اما بعد!

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا کہ ایّ الناس کان احبّ الی رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کون آدمی بہت محبوب تھا تو انہوں نے جواب دیا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ پوچھا گیا من الرجال مردوں میں کس سے زیادہ محبت تھی تو جواب دیا کہ زوجھا ان کے شوہر سے یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے [1]۔ ایک دفعہ کی بات ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کے بارے میں فرمایا کہ انا حرب لمن حاربھم وسلم لمن سالمھم جو آدمی ان سے لڑے میری اس سے لڑائی اور جو آدمی ان سے صلح سے رہے میری اس سے صلح ہے۔ اسی طرح آقائے نامدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بھی خود عزت کی ہے اور یہی پسند فرمایا ہے کہ لوگ ان کی عزت کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس مقام سے نوازا تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ساتھ شفقت بھی تھی اور ان کی تعظیم بھی فرماتے تھے۔ عمر کا زیادہ فرق نہیں تھا، حضرت عباس رضی اللہ عنہ عمر میں صرف ڈھائی سال بڑے تھے

۱ مشکوٰۃ شریف ۲۷۰، ص ۵۷۰

تو ایک طرح سے ساتھی ہوئے اور بالکل بچپن میں ساتھ رہے۔ اس وقت سے پھر ساری عمر جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں رہے ساتھ رہے ایسے جیسے رشتہ دار رہتے ہیں۔ اسلام لانے کا تو ثبوت نہیں ہے کہ وہ اسلام لے آئے تھے۔ وہ مسلمان تو ہوئے ہیں فتح مکہ کے موقع پر تو یہ عرصہ جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی اس وقت سے لے کر جب تک مکہ مکرمہ فتح ہوا یعنی سن آٹھ میں، یہ آٹھ سال کا عرصہ جو ہے یہ الگ رہے ہیں ورنہ ساری عمر ساتھ رہے۔ مزاج بھی پوری طرح جانتے تھے ایک چیز حدیث شریف میں آتی ہے کہ فتح مکہ کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ واپس آگئے تو وہاں کہیں سے مال آیا (جزیہ وصول ہو کر آیا) تو اس میں سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے طلب کیا کہ مجھے دیجیے اس واسطے کہ میں نے اپنا بھی فدیہ دیا تھا اور عقیل جو بھیجے تھے ابن ابی طالب کے ان کا بھی میں نے فدیہ دیا تھا **فادیتُ نفسی وفادیتُ عقیلا** تو ان لوگوں کا فدیہ میں نے دیا اور اپنا دیا اور پھر میں اس میں مقروض ہو گیا۔

مکہ کی اقتصادی بدحالی :

کاروبار کا حال یہ ہو گیا تھا کہ مکہ مکرمہ کا جو گزارا تھا وہ تجارت پر تھا ایک تجارت کرتے تھے لوگ شام کی طرف گرمیوں میں دوسرا سفر ان کا ہوتا تھا سردیوں میں یمن کی طرف۔ یمن کا راستہ تو کھلا ہوا تھا لیکن شام کی طرف جانے کے لیے انہیں مدینہ شریف سے گزر کے جانا ہوتا تھا لہٰذا وہ راستہ بند تھا تو تجارت بند ہو گئی آمدنی بند ہو گئی حالات میں بڑا فرق پڑا اقتصادی بدحالی آگئی۔

کفار کی طرف سے صلح کی ایک وجہ :

اسی وجہ سے ۶ ہجری میں جب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام عمرے کی نیت سے گئے تو حدیبیہ میں صلح کر لی تھی کہ جانے کا راستہ تو کھلے گا تجارت تو کھلے گی رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے مدینہ منورہ آنے کے بعد بدر کی لڑائی ہوئی۔ بدر کی لڑائی میں حضرت عقیلؓ بھی قید ہو گئے اور حضرت عباسؓ بھی قید ہو گئے اور انہوں نے فدیہ دیا۔

اقتصادی ضرب، ایک درہم بھی نہ چھوڑا جائے :

صحابہ کرامؓ نے کہا کہ ہم ان کا فدیہ چھوڑ دیتے ہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **لا تدعون منه درهما** [۱] ایک درہم بھی نہ چھوڑنا، وصول کرو پورا فدیہ وصول کیا۔ اور انہوں نے کہیں سے کر کرا کے ادا کر دیا اس کے بعد پریشان رہے بدحالی جاری رہی دو سال اور گزر گئے مکہ مکرمہ فتح ہو گیا۔ جب مکہ مکرمہ فتح ہو گیا تو مکہ والے مسلمان ہو گئے

---

[۱] بخاری شریف ج ۱ ص ۴۲۸

بہت بڑی تعداد ان کی اسلام میں داخل ہوگئی بہت تھوڑے سے رہ گئے وہ بھی پھر مسلمان ہو گئے دل سے ہوں یا زبانی بہرحال ہوگئے اور بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ انہیں ہم ایسے ہی مسلمان ہوئے۔ بعد میں سچ مچ اسلام ہمارے دلوں میں آیا اس وقت تو غلبے کی وجہ سے ہوگئے۔

مکہ مکرمہ کی حیثیت ایسے تھی جیسی سب سے بڑی جگہ کی ہوتی ہے ویسے بھی قرآن پاک میں آیا ہے "ام القری" ہے تو اس پر قبضہ ہوگیا تو گویا سب جگہ ہوگیا تو اس کے بعد جب یہ (حضرت عباسؓ) آئے ہیں مدینہ منورہ میں تو ایک جگہ سے مال آیا تو انہوں نے کہا کہ جناب ہمیں یہ دیجیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دیدی کہ لے لو انہوں نے اپنا کپڑا پیسوں سے بھرلیا درہموں سے چاندی کا سکہ جو تھا اور پھر اُٹھانے لگے، اُٹھانے لگے تو نہ اُٹھا سکے تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ کسی سے کہیے کہ وہ اٹھوا کر رکھوا دے میرے اوپر آپ نے فرمایا نہیں پھر کہنے لگے اچھا آپ اٹھا کے رکھوا دیجیے، یہ رشتے داری کی بات ہے، نبی ہونے کی حیثیت سے تو بہت بڑا مقام تھا اور رشتے داری کی حیثیت سے ایک طرح کا رشتہ بنتا تھا۔ اس حیثیت سے انہوں نے کہا کہ آپ اُٹھوا دیجیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بھی منع کر دیا تو پھر انہوں نے اس میں سے کچھ کم کیے پھر اُٹھانے لگے پھر نہیں اُٹھا سکے پھر اسی طرح ہوا بالآخر اتنے کم کیے کہ خود اٹھا سکے خود اُٹھا کر پھر چلے گئے اور جب تک نظروں سے اوجھل نہیں ہوگئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے رہے۔

صورتاً حرص نہ کہ حقیقتاً :

حدیث شریف میں ایک جملہ آتا ہے **عجباً من حرصه** کہ ان کی حرص سے تعجب فرمارہے تھے اب اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے مزاج میں لالچ تھا حرص تھی حالانکہ یہ بات نہیں ہے بلکہ ضرورت تھی ان کو قرض ادا کرنا تھا شکل ایسی بن گئی اس کی جیسے حرص کی شکل ہوتی ہے حقیقت یہ نہیں تھی کہ حرص ہو لالچ ہو بخل ہو کوئی خرابی ایسی نہیں تھی۔ جو حریص ہوگا لالچی ہوگا وہ تو بخیل ہوگا۔

اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کوئی دو سال اور رہی ہے۔ کچھ ہی عرصے بعد ان کا کچھ کاروبار ہوگیا حالات ٹھیک ہو گئے تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوۃ وغیرہ کی وصولی کے لیے آدمی بھیجے، انہوں نے آکر شکایت کی کہ تین حضرات ایسے ہیں جن سے ہمیں شکایت ہے ایک تو ابن جمیل، دوسرے حضرت خالد اور تیسرے حضرت عباس رضی اللہ عنہما کہ انہوں نے نہیں دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم خالدؓ سے مانگتے ہو تو **انکم تظلمون خالدًا** خالد پر تم زیادتی کرتے ہو کیونکہ انہوں نے تو اپنی سواری وغیرہ یہ سب کے سب فی سبیل اللہ کر رکھے ہیں یعنی جو کچھ ان کے پاس ہے خدا کی راہ میں ہر وقت لگا ہی رہتا ہے تو ان سے سوال کرنا مانگنا یہ غلط بات ہے یعنی ان کے

پاس گنجائش ہی نہیں ہوگی تو واجب ہی نہیں ادراعہ واعتدہ فی سبیل اللّٰہ[۳] انہوں نے اپنی زر ہیں اور سامان جنگ سب خدا کے لیے وقف کر رکھا تھا۔ ایک اور آدمی ابن جمیل کا نام لیا تو اس کا واقعہ یہ ہوا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے دعا فرمادی تھی اور اس کے پاس بہت مال ہوگیا تھا اس نے جو نہیں دیا تو گویا اس نے ٹلایا وہ دے سکتا تھا اور دینا چاہیے تھا اس کو، اس پر ارشاد فرمایا ماینقم ابن جمیل الا ان اغناہ اللّٰہ ورسولہ[۴] اللہ اور رسول کی وجہ سے وہ مستغنی ہوگیا۔ انہوں نے اسے مستغنی کر دیا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے وہ مستغنی ہوا ہے تو پھر اس بات کی وجہ سے وہ دل میں ہماری طرف سے برائی رکھنے لگا تو آپ نے اس کے بارے میں اچھے کلمات نہیں فرمائے۔

پیشگی زکوٰۃ :

تیسرے حضرت عباس رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں آپ نے فرمایا عم رسول اللّٰہ وہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں تو ان کے ذمے زکوٰۃ بھی ہے اور اتنی ہی اور بھی ہے یعنی زکوٰۃ بھی دیں اور اس کے ساتھ ساتھ اور بھی دیں، پیشگی بھی دیدیں زکوٰۃ۔ زکوٰۃ پیشگی بھی ہو جاتی ہے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی ہے تو انہوں نے پیشگی دے رکھی تھی۔ یہ ان لوگوں کو پتہ نہیں تھا جو زکوٰۃ وصول کرنے گئے۔ اب یہ بات تو کہیں بھی ثابت نہیں ہو رہی کہ ان میں کسی قسم کا بخل ہو حرص ہو۔ ایک حدیث جو ایسی آئی بھی ہے کہ آپ انہیں دیکھتے ہی رہے حتی کہ وہ نظروں سے اوجھل ہوگئے عجباً من حرصہ ان کے حرص پر تعجب فرماتے رہے بظاہر ان کلمات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ حریص تھے لیکن ہرگز ایسا نہیں ہے بلکہ بات یہ تھی کہ ضرورت مند تھے۔ اب ضرورت مند اگر طلب کرتا ہے بقدر ضرورت چیز تو مشابہت ہو جاتی ہے شکلاً ایسے لگتا ہے کہ جیسے حرص کر رہا ہو حقیقتاً یہ حرص نہیں ہوتی ضرورت ہوتی ہے۔

ایک دفعہ ایسے ہوا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو عبدالمطلب ابن ربیعہؓ ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں بیٹھا ہوا تھا آپ نے ان کے چہرے سے محسوس کیا کہ انہیں کسی بات پر غصہ آیا ہوا ہے۔ دریافت فرمایا مااغضبک تو یہ جواب دینے لگے یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم مالنا ولقریش یہ ہمارا اور قریش کا ایسا کیا معاملہ ہے۔ ایسی کونسی بات ہوگئی ہے کہ ان کا حال ہمارے ساتھ یہ ہے کہ جب یہ آپس میں ملتے ہیں تلاقوا بوجوہ مبشرہ یہ خوش روئی کے ساتھ ملتے ہیں خندہ پیشانی سے ملتے ہیں اور جب ہم سے ملتے ہیں تو ان کا وہ انداز نہیں ہوتا یعنی روکھے پن کی گویا ایک طرح کی شکایت کی اور اس بات کا انہیں احساس اتنا ہوا کہ غصہ آیا اور اسی حالت

---

[۳] مشکوٰۃ شریف ج۱ ص ۱۵۶ [۴] ایضاً

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگئے ۔ پوچھا تو وجہ بتا دی ۔ وجہ سنتے ہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آیا۔ **فغضب رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم حتی احمر وجھہ** آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہوگیا **ثم قال والذی نفسی بیدہ لایدخل قلب رجل الایمان حتی یحبکم للہ ولرسولہ** آپ نے ایک جملہ تو ان سے یہاں یہ فرمایا کہ اس آدمی کے دل میں ایمان ہی نہیں داخل ہوا جب تک کہ اس کی حالت یہ نہ ہو کہ تمہیں خدا اور رسول کی وجہ سے محبوب رکھنے لگے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں اور تم رسول کے چچا ہو یا رشتہ دار ہو ۔ یہ ایک ایسا رشتہ ہے جس کی وجہ سے محبت ہونی چاہیے تم سے، پھر آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے خطاب فرما کر بتایا کہ **ایھا الناس من اذی عمی فقد اذانی** جس نے میرے چچا کو دکھ پہنچایا اس نے مجھے تکلیف پہنچائی **فانما عم الرجل صنو ابیہ** آدمی کا چچا جو ہوتا ہے وہ باپ کی طرح ہوتا ہے کہ جیسے باپ اسی طرح وہ بھی، تو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں ایک تو ان کی تعظیم بتلائی اور دوسری طرف ادب بھی سکھلایا کہ انسان کو اپنے چچا کو یونہی سمجھنا چاہیے بلکہ چچا جو ہے اس کا درجہ باپ کے بعد ہے اور اسی کا درجہ سمجھنا چاہیے وہ باپ کی طرح ہوتا ہے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا کہ **عباس منی وانامنہ** عباس میرے ہیں اور میں ان کا ہوں۔

وسیلہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ :

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طرح کے ارشادات کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ قحط میں یہ کیا کہ انہیں بلایا اور بلا کر دعا یہ کی کہ اللہ تعالیٰ ہم جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے دعا کیا کرتے تھے اور اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا **وصنو ابیہ** جو باپ کی طرح تھے ان کے توسل سے دعا کرتے ہیں ۵ اور پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا آپ دعا مانگیے انہوں نے دعا کی استسقاء کے لیے تو بعد تک ایسے ہی رہا۔

فتنوں کی روک :

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی ہے تو ان کی وفات کے بعد پھر فتنے پیدا ہوئے ہیں یعنی ان کا وجود بھی باعث برکت تھا۔ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ایک دفعہ فرمایا کہ دیکھو پیر کا دن جب ہو تو ایسے کیجیے کہ آپ اور آپ کے بچے آجائیں میرے پاس، میں آپ سب کے لیے ایسی دعا کردوں گا کہ جس سے تمہیں فائدہ ہوگا۔ آپ کو بھی فائدہ ہوگا اور اولاد کو بھی فائدہ ہوگا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں گیا اور بچوں کو بھی لے گیا تو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر جو تھی وہ ہمیں پہنا دی ڈلوا دی اور پھر یہ دعا کی

---

۵ بخاری شریف ج ۱ ص ۱۳۷ و ۵۲۶

اللّٰھم اغفر للعباس وولدہ مغفرۃ ظاھرۃ وباطنۃ لا تغادر ذنبا ۱؎ خداوند کریم عباس کے لیے اور ان کے بیٹوں کے لیے تو ایسی مغفرت فرما جو ظاہری بھی ہو اور باطنی بھی ہو جو بالکل گناہ کو چھوڑے ہی نہ یعنی ایسی رحمت کی نظر فرما ان پر اور یہ بھی دعا کی ہے اللّٰھم احفظہ فی ولدہ اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت ان کی اولاد میں فرما اس کا مطلب یہ بھی ہوا کہ اولاد بھی چلتی رہے جیسے اخلاق ہیں اور اوصاف ہیں وہ اوصاف بھی باقی رہیں تو اسی طرح کی دعائیں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے دیں اور یہ ان کا حق ادا کیا ہے رسول کی دعا بہت ہی بڑی چیز ہے۔ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے فرمائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آخرت میں ہمیں ان کا ساتھ عطا فرمائے۔

☆

عُمدہ اور فیشنی جِلد سازی کا عظیم مرکز
نفیس بُک بائنڈرز
ہمارے یہاں ڈائی دار اور لیمینیشن والی جلد بنانے کا کام انتہائی معیاری طور پر کیا جاتا ہے
نیز قرآن مجید کی اعلیٰ قسم کی بکس والی جلد بھی خوبصورت انداز میں بنائی جاتی ہے
مُناسب نرخ پر معیاری جِلد سازی کے لئے رجوع فرمائیں
۱۶۔ ٹیپ روڈ نزد گھوڑا ہسپتال لاہور۔ فون 7322408

۱؎ مشکوٰۃ شریف ج ۲ ص ۵۷۰